فقہِ اسلامی سے متعلق بعض سوالات

اور ان کے جوابات

علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

س (۴) ☜ شوال کے چھ روزوں کا حکم فقہِ اسلامی کی رو سے کیا ہے؟

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : من صام رمضان ثم أتبعه ستاً من شوال كان كصيام الدهر۔ (مسلم)

ترجمہ : رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس شخص نے رمضان شریف کے روزے رکھے پھر ان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے اس کا یہ عمل صیام دھر کی طرح ہے۔

اور فتاویٰ عالمگیری میں یہ ہے کہ شوال کے چھ روزے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مکروہ ہیں، خواہ متفرق رکھے یا مسلسل رکھے۔

ج ☐ شوال کے چھ روزے مکروہ نہیں ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری ہی میں کراہت والے قول کے بعد لکھا ہے۔ **والأصح انه لا باس به كذا في محيط السرخسي** (فتاویٰ عالمگیری ۲۰۱/۱، نورانی کتب خانہ، پشاور)

اصح (صحیح ترین بات) یہ ہے کہ روزوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کراہت کی وجہ یہ ہے کہ کہیں لوگ انہیں کثرت یا ہمیشگی کی وجہ سے رمضان کے روزوں کے ساتھ لازم نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ عوام جو یہ روزے رکھتے ہیں، بعض عید الفطر کو کہنا شروع کر دیتے ہیں، ہماری آج عید نہیں ہماری عید ابھی مزید چھ روزوں کے بعد ہے۔ اگر اس اعتقاد کا خطرہ نہ ہو تو امامِ اعظم کے نزدیک بھی ان میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ان میں حدیث وارد ہوئی ہے، جیسا کہ حضرت ملا علی قاری نے وضاحت کی ہے،

(مرقات شرح مشکوٰۃ ۲۹۳/۴)

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی ان روزوں کے بارے میں یہی موقف ہے۔

(نوری شرح مسلم ۳۶۹/۱)

س(۵) کیا عقیقہ کرنا مکروہ ہے؟

قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : مع الغلام عقیقة. فأهريقوا عنه دما و امیطوا عنه الأذی۔ (بخاری)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے پس اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے آلائش دور کرو۔

نیز آپ نے ارشاد فرمایا:

الغلام مرتهن بعقیقته. یذبح عنه یوم السابع ویُسَمّٰی و یحلق راسه ۔(ترمذی)

کہ بچہ اپنے عقیقے کے ساتھ رہن رکھا گیا ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف سے ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر مونڈا جائے۔

ادھر احناف کی عقیقے کے بارے میں رائے یہ ہے:

۱۔ امام محمد نے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) سے روایت کیا ہے۔

لا یعق عن الغلام ولا عن الجاریة (جامع صغیر، ۵۳۴)

کہ بچے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے اور نہ بچی کی طرف سے۔

۲۔ علامہ کاسانی کہتے ہیں:

امام محمد نے جامع صغیر میں ذکر کیا ہے کہ لڑکے کا عقیقہ کیا جائے نہ لڑکی کا۔ اس عبارت میں عقیقہ کے مکروہ ہونے کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ عقیقہ کرنے میں فضیلت تھی اور جب فضیلت منسوخ ہوگئی تو اس کا مکروہ ہونا باقی رہ گیا۔ (بدائع)

۳۔ فتاویٰ عالمگیری میں بھی اپنے مذہب کے مختلف اقوال نقل کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ سنت نہیں۔

ج ۱۔ جامع صغیر میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عقیقہ نہ کرنے کے بارے میں جو روایت کیا گیا ہے، اس سے مراد عہد جاہلیت کا عقیقہ ہے کہ اس طرح عقیقہ نہ کیا

جائے جس طرح جاہل لوگ کرتے تھے۔ کیونکہ عقیقہ واقعی طور پر دورِ جاہلیت میں بھی تھا۔ چنانچہ سنن ابی داؤد میں حضرت ابو بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہد جاہلیت کے عقیقے اور اسلامی عقیقے کے درمیان فرق بتایا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

کنا فی الجاھلیة اذا ولد لاحدنا غلام ذبح شاة ولطخ راسه بدمھا فلما جاء الله بالاسلام کنا نذبح شاة و نحلق راسه و نلطخه بزعفران (سنن ابی داؤد ۲/ ۳۷)

کہ زمانہ جاہلیت میں جب ہم میں سے کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا تو وہ بکری ذبح کرتا اور بچے کے سر پر بکری کا خون ہی لگا دیتا۔ پس جب ہمیں اللہ تعالیٰ نے اسلام عطا فرمایا تو ہم بکری ذبح کرتے اور بچے کے سر کا حلق کرتے اور اس کے سر پر زعفران لگا دیتے۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جو لایعق فرمایا ہے اس سے مراد زمانہ جاہلیت کا عقیقہ ہے۔ آپ نے اسلامی عقیقے سے منع نہیں کیا۔ بیہقی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

لا أُحبُّ العقوق (۹/) کہ میں عقوق کو پسند نہیں کرتا۔

بیہقی کہتے ہیں گویا کہ آپ نے یہ نام مکروہ سمجھا۔ امام صاحب کے نزدیک بھی کراہت سے یہی مراد ہے۔

۲۔ علامہ کاسانی عقیقے کے ہرگز منکر نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک عقیقہ جائز ہے اور مباح ہے۔ ہاں اس کو سنت مؤکدہ جیسا اعتقاد کرنا، ان کے نزدیک مکروہ ہے۔ کیونکہ ان کے سامنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے جس کا انہوں نے ذکر بھی کیا۔

من شأ فلیعق عن الغلام شاتین و عن الجاریة شاة

جو چاہے لڑکے کی طرف سے دو بکریوں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کے ذبح سے عقیقہ کرے۔

اور سنن ابی داؤد شریف میں ہے: فأحب ان ینسک عنه۔ (۲/ ۳۶) ایسے سنن بیہقی (۹/ ۳۰۰) میں ہے۔

علامہ کاسانی فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقے کو والد کی مشیت پر معلق کیا ہے اور یہ تعلیق اباحت کی علامت ہے۔ بدائع الصنائع: ۶۹/۵ (ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی) کاسانی جو خود عقیقے کو مباح ثابت کر رہے ہیں تو اسے مکروہ کیسے کہہ سکتے ہیں ہاں اس کے سنت مؤکدہ یا واجب ہونے کا اعتقاد ان کے نزدیک مکروہ ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جس عقیقے کو مکروہ کہا وہ بھی جاہلیت کا عقیقہ ہے۔

۳۔ مذکورہ حدیث شریف کو جن میں والد کی مشیت پر عقیقہ کو معلق کیا گیا ہے کی وجہ ہی سے فتاویٰ عالمگیری میں عقیقے کو مباح اور جائز قرار دیا گیا ہے۔ سنت مؤکدہ یا واجب قرار نہیں دیا گیا۔
عقیقے سے متعلق احادیث میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں بتدریج تبدیلی ہوئی اور نسخ رونما ہوا۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں اگرچہ بچے کے سر پر خون لگانے کو عہد جاہلیت کا عمل قرار دیا گیا لیکن اسلام کے آتے ہی اسے ختم نہیں کیا گیا تھا بلکہ حدیث شریف میں ہے:

یذبح عنه یوم السابع و یحلق راسه و یُدمیٰ

(سنن ابی داؤد، ۳۶/۲۰ مطبع مجتبائی پاکستان)

کہ ساتویں دن بچے کی طرف سے ذبح کیا جائے اس کے سر کا حلق کیا جائے اور اس کا سر خون آلود کیا جائے پھر حکم ہوا۔

اهر یقوا عنه دما (سنن مجتبائی پاکستان)

کہ بچے کی طرف سے جانور ذبح کرتے ہوئے خون بہاو۔

یہاں اس کا سر خون آلود کرنے کو ختم کر دیا گیا ہے، لیکن صیغہ امر سے تاکید سمجھ میں آ رہی تھی۔ پھر حکم ہوا۔ **من ولدله فاَحَبَّ ان ینسک عنه فلینسک۔**

(سنن بیہقی ۳۰۰/۹ دار صادر، بیروت)

جس کے ہاں بچہ پیدا ہو پس وہ بچے کی طرف سے جانور ذبح کرنا چاہیئے تو اسے ذبح کر لینا چاہیئے۔

تو اب وجوب والی بات بھی ختم ہوگئی اور عقیقے کی اباحت یعنی جواز کی بات باقی رہ گئی۔